

بیتِ نبویؐ و قرآن مجید طریقتِ اہلِ سنی و شیعہ

محکم الدین

فیضانِ آباد

شمارہ نمبر 6 - ذوالقعدہ 1435ھ 2014ء



شرعیات و طریقت



فیضانِ مُرشد

ولیوں کی ہم نشینی
تطوُّفِ
حُسنِ معاملہ کا نام

جمالِ نقشبند کمالِ صدیقی کا تذکرہ

الحق

Urs-e-Naria'n: Random Reflection



اداریہ ایک پیغام ہم سفر دوستوں کے نام

میرے ہمسر برادران طریقت اللہ رحیم و کریم نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدیق ہم پر کتنا فضل، مہربانی اور عطا کی انتہاء کی ہے۔ ہمیں ایک ایسے مرشد کریم کے دامن سے وابستگی ملی ہے۔ جن کی ولایت، جماعت، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، خدمت خلق، دینی خدمات کا اعتراف اپنوں کیساتھ بیگانے بھی کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے لئے باعث فخر بھی ہے اور سعادت کا نشان بھی ہے۔ ملک و بیرون ملک قبلہ عالم مرشد کریم حضرت میر محمد علاء الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ علم کی شخصیں فروزاں کرنے میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل کے عظیم منصوبہ جات دیکھ کر عام آدمی حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ ایک ادارہ اس کی تعمیر، تکمیل، تدریس کا سلسلہ جاری رکھنا کس قدر دشوار ہے یہ اہل علم، صاحب درود خدمت دین کرنے والے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ قبلہ عالم نے دربار فیض ہارنیریاں شریف کے پروردگار فضاء ماحول میں محی الدین اسلامی یونیورسٹی قائم فرمائی۔ جس میں الحمد للہ، درس نظامی، ایم فل، پی ایچ ڈی تک تعلیم کا سلسلہ بحسن و خوبی جاری و ساری ہے۔ میر پور آزاد کشمیر میں محی الدین اسلامی میڈیکل کالج کی خوبصورت بلڈنگ میں میڈیکل کی کلاسیں کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔ محی الدین میڈیکل ہسپتال میں جدید شیزری کے ساتھ ماہر قابل ڈاکٹر خدمت خلق میں مصروف عمل ہیں الگینڈا کی سرزمین پر محی الدین اسلامی گزراں جو میں نوجوان بچوں کی تعلیم و تربیت اور مستقبل سنوارنے کیلئے قبلہ عالم نے عالم اسلام کے مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے۔

فیصل آباد سمیت، چک بلی خان، راولپنڈی، کجرات، لالہ مونی، ماقبال، گمر ساہیوال اور دیگر کئی شہروں میں طبی میکے قائم فرما کر ملت اسلامیہ کیلئے علم سے محروم کرنے میں مثالیں قائم فرمائی ہیں۔

نورثی وی انٹرنیشنل الگینڈا بریجنگ سے 170 ممالک میں فیضان شریعت و طریقت، نور قرآن و حدیث اور بالخصوص درس مشوی جو قبلہ عالم ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ نور کے نوالے خود کو محبوب کے حوالے کرنے میں راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

اختصار کے ساتھ ان باتوں کو آپ کے ساتھ شیئر کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تحریکِ نعت کیلئے آپ بھی قبلہ عالم کے مشن کی تکمیل میں جو کردار ادا کر رہے ہیں۔ اُسے تحریری صورت میں ہمیں بچانیں ہم امت مسلمہ کے ہر فرد تک اپنے مرشد کریم کے عظیم منصوبہ جات اور خدمات کا ذکر خیر پہنچانا چاہتے ہیں۔ آپ محی الدین ٹرسٹ کے ذریعہ اپنے شہر، گاؤں کے منصوبہ جات کی تفصیل سے ہمیں ضرور آگاہی دیں۔ ہمیں آپ کی معاونت، شفقت اور پیار کا انتظار رہے گا۔ مرشد کریم کا سایہ سلامت رہے۔ مرشد کریم کے دیوانہ کی خبر ہو۔

آپ کا اپنا

محمد عدیل یوسف صدیقی

ادنیٰ خادم محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0321-7611417

شکر کرو نا شکری نہ کرو

(نور قرآن)

از مدیر اعلیٰ

واشکروا لی ولا تکفروا (البقرہ آیت ۱۵۲)

ترجمہ:- اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

تشریح:- اس آیت کا مطلب ہے کہ عبادت کر کے میرا شکر ادا کرو اور معصیت کر کے، گناہ کر کے، نافرمانی کر کے، تکبر کر کے، میری ناشکری نہ کرو۔

شکر کا معنی یہ ہے، کہ انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا اعتراف کر کے اس کی تعریف، حمد و ثناء کے ذریعے شکر ادا کرے۔ جی ہاں بندہ تو وہی ہے۔ جو تسلیم کرے کہ یہ سب تمہارا کرم ہے کہ تو مسلسل نوازا ہے۔ بے حساب نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے اور خوشخبری دے دی گئی ہے۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں یقیناً اور زیادہ عطا کروں گا۔ اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب ضرور سخت ہے۔ (ابراہیم آیت ۷)

جو بندہ نعمتوں کی بے انتہاء تقسیم کرنے والے کا احسان مند ہو۔ اس کے احسان کی قدر کرے اس کی دی ہوئی نعمت کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرے تو یہ شکر ہے۔ وفاداری ہے، اور احسان مندی ہے، اور جو کوئی اپنے محسن کا احسان مند نہ ہو۔ اس کی دی ہوئی نعمت کو اپنی ذاتی قابلیت سمجھنے لگے یا کسی اور کی عنایت یا سفارش کا نتیجہ سمجھنے لگے اور نافرمانی کرے، ضائع کر دے، اور پھر نعمتوں کی عطا فرمانے والے کی مرضی کے خلاف استعمال کرے، احسان فراموشی کرے تو نا شکری ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔

دوستو! حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی بندہ اللہ کی دی ہوئی نعمت پر الحمد للہ کہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے افضل نعمت عطا فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ جلد ۲ رقم الحدیث ۳۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نعمت خواہ کتنی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو نیا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور معصیت خواہ کتنی پرانی ہو جائے جب بھی بندہ اس پر انسا لله وانسا الیہ

واجعون پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نیا ثواب اور اجر عطا فرماتا ہے۔ نعمت پر شکر ادا کرنے سے اس نعمت کی مسئولیت (یعنی سوالات) جو قیامت کے دن ہو گئے کم ہو جاتی ہے مصیبت پر صبر کرنے سے اس کے ثمرات کی حفاظت ہوتی ہے۔ (تبیان القرآن ج ۳ ص ۵۵)

شکر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کی جائے اور کسی بھی نعمت کی بے قدری نہ کی جائے، ام المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور اپنے گھر میں روٹی کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چل کر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اٹھایا اس پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ اے عائشہ! اللہ کی نعمتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

”جس نعمت کی لوگ ناقدری کرتے ہیں ان کے پاس وہ نعمت بہت کم دوبارہ آتی ہے“
یا اللہ العالمین ہم تیرے عاجز بندے تیری ہر نعمت پر حیرتی حمد و ثناء کرتے ہیں۔ شکر ادا کرتے ہیں اور ہمیں تو نعمتوں کی ناشکری، بے قدری سے بچنے کی توفیق اور شکر کرنے کی حریت توفیق عطا فرما کر ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بے شمار نعمتوں سے مالا مال فرما دے۔ آمین

ولیوں کی ہم نشینی

ازمہ بر اعلیٰ

بخاری و مسلم شریف میں حدیث پاک ہے۔ جس میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہے۔ جو کوئی بھی اولیائے کرام کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ وہ خطا کار ہے یا نیکو کار۔ وہ متقی پر ہیروز گار ہے یا گنہگار۔ بس وہ صرف اسی وجہ سے بخشش کا حقدار بن جاتا ہے کہ وہ اللہ کے مقبول محبوب بندے کے پاس بیٹھ گیا ہے۔ اس ولی اللہ کی ہم نشینی کے سبب اُسے مغفرت کا پروانہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اس حدیث پاک میں اولیائے کرام کی عظیم فضیلت کا بیان ہے۔ کیونکہ کعبہ کرمہ اور لیلۃ القدر بھی کریم ہیں اور ان کی وجہ سے اجر و ثواب بڑھتا ہے۔ لیکن جو کعبہ میں جا کر عبادت کرے یا لیلۃ القدر کو پا کر عبادت کرے اس کا اجر و ثواب بڑھتا ہے اور جو عبادت نہ کرے اس کا اجر و ثواب نہیں ملتا۔

لیکن اولیاء اللہ نے ایسا مرتبہ عظمت عطا فرمائی ہے۔ جو ان کی مجلس میں چلا جائے ان

کا ہم نشین بن جائے عبادت کرے یا نہ کرے بخشا جاتا ہے۔ دیکھئے کعبہ اور لیلۃ القدر کی وجہ سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن بخشش کی ضمانت نہیں ہے اور ولیوں کی ہم نشینی میں مغفرت اور بخشش کی نوید سنائی گئی ہے۔ حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ گشت کر نوالے فرشتے ہیں۔ جو ذکر کی مجالس کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ جب وہ ذکر کی کوئی مجلس دیکھتے ہیں۔ تو ان (ذاکرین) کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پروں سے بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو (اوپر تلے) ڈھانپ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ زمین سے لے کر آسمان دنیا تک جگہ بھر جاتی ہے۔ جب ذاکرین مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پھر اللہ ان سے سوال کرتا ہے۔ حالانکہ اسے ان سے زیادہ علم ہوتا ہے ”تم کہاں سے آئے ہو“ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر حیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیزی پاکیزگی، بڑائی، تسبیح اور تیری تعریف بیان کر رہے تھے۔ اور تجھ سے سوال کر رہے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے حیرتی جنت کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے ہمارے رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے تو ان کا کیا عالم ہوتا؟ (پھر) فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اور وہ تجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب تیری دوزخ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیتے تو پھر کس قدر پناہ مانگتے؟ (پھر) فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اور وہ تجھ سے استغفار کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے ان کو بخش دیا اور جو کچھ انہوں نے مانگا وہ میں نے انہیں عطا کر دیا اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی اس میں انہیں پناہ دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے میرے رب ان میں فلاں خطا کار بندہ بھی تھا۔ وہ اس مجلس کے پاس سے گزرا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے اسے بھی بخش دیا ہے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔

تصوف، حسن معاملہ کا نام

ابن ماجہ زادہ محمد معظم الحق معظمی صاحب

صوفیاء کا ایک بہت اہم نظریہ جس نے مختلف ادوار میں سماج پر گہرا اثر ڈالا، وہ وحدت نسل انسانی کا تھوادہ عملی طور پر الخلق عیال اللہ کے قائل تھے اور انسانی رشتوں کو اسی روشنی میں دیکھتے تھے۔ حضرت ابراہیم ادم علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ سر راہ ایک رئیس زادہ کو حالت نشہ میں مدہوش گرا پڑا دیکھتے ہیں، اس کے چہرے پر کھیاں جھنسنار ہی ہیں آپ کے مبارک قدم رک گئے، الخلق عیال اللہ (تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے) کا ارشاد دل و دماغ میں چمکا اور پانی لے کر اس کو جوان کا منہ دھویا، اس کے گلے میں پانی کے چند گھونٹ ڈالے، اس نے آنکھیں کھولیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو عداوت سے پانی پانی ہو گیا۔ آپ نے انتہائی محبت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ بیٹا اٹھو میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں، اس اخلاق اور بندہ پروری کا تیرا اس آزاد اور دین پرور نوجوان کے قلب میں سیدھا پیوست ہوا اس نے وہیں دل میں توبہ کر لی۔ رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے انکشاف کی دنیا میں جنت کے ہلال خانوں میں بیش قیمت تاج پہنے گھومتے دیکھا۔ رب کریم سے عرض کی: اے بار اللہ اسے جلد یہ مقام عطا فرما دیا گیا؟ جواب ملا ابراہیم آپ نے میری رضا و خوشنودی کے پیش نظر اس کا چہرہ دھویا تو میں نے آپ کی وجہ سے اس کا قلب پاک کر دیا۔

مولانا الطاف حسین حالی فرماتے ہیں۔

یہ پہلا سبق ہے کتاب حدیث کا

کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

حضرت فخر الدین غفر جہاں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے ایک مشہور بزرگ ہیں، حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ ایک شخص حضرت مولانا فخر کی خدمت میں آتا تھا جو شراب کا انتہائی عادی اور

اکثر اس کے نشہ میں دھت رہتا، اس عادی نشہ باز سے نشہ چھڑانا آسان کام نہیں تھا۔ حضرت مولانا موقع کی تلاش میں رہتے۔ ایک روز یہ شخص اتنی زیادہ شراب پی کر آیا کہ آتے ہی قے کرنے لگا۔ حضرت نے صوفیوں اور اہل اسلام کی قدیم اور مسنون روایت کے مطابق اس سے نفرت کا برتاؤ نہیں کیا، اسے آگے بڑھ کر خود سنبھالا اور اس کو شش میں حضرت کا سارا لباس غلاطت سے آلودہ ہو گیا۔ عام لوگوں کو طعنے آیا مگر حضرت کی آنکھوں میں آنسو آئے اور آپ نے ارشاد فرمایا، میں ابھی جا کر غسل کر لوں گا۔ کپڑے دھو کر پاک کر لوں گا۔ لیکن یہ تو سوچو کہ اگر میں اس کو ڈانٹ ڈپٹ کر بھگا دیتا تو یہ میری باتیں کیسے سنتا؟ اس کا تو دل ٹوٹ جاتا، ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا مشکل کام ہے۔ حضرت تو یہ فرما کر قیام گاہ پر تشریف لے گئے، بعد میں اسے ہوش آیا تو حواس درست ہونے پر پتہ چلا کہ نشہ نے آج کیا غضب ڈھایا ہے تو اسے بے حد شرم آئی، اسی وقت ہمیشہ کے لئے شراب سے توبہ کر لی۔

صوفیاء کی خانقاہیں، جماعت خانے، زاویے اور دائرے ہر اعتقاد اور مذہب کے لوگوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔ دارالہکومہ نے ایک بار محبت اللہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کیا ہندو اور مسلمان میں فرق کیا جاسکتا ہے۔ فرمایا۔ ”یہ جائز نہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے، شیخ اکبر شیخ محمد بن ابی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کر دی چیتنا صوفیاء کی تلقین یہ تھی۔

بگناہ بودن و بیکتا شدن و چشم آموز

کہ مرد و چشم جدا و جدانمی نکردند

وحدت دیگاہی و یکتائی آنکہ سے سیکہ کہ دونوں جدا جدا ہیں مگر ایک ہی انداز میں دیکھتی ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مسلمان اپنے کسی غیر دوست کو لے کر آیا حضرت نے اس سے پوچھا۔ تم نے اپنے دوست کو کچھ دین کی بات بھی بتائی؟

اس نے جواب دیا۔ میں تو روز تبلیغ کرتا ہوں مگر سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہوں، اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور آج آپ کے پاس اسی مقصد سے لایا ہوں کہ آپ اسلام کی تبلیغ کریں۔ حضرت نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اگر تمہارے دوست کسی مرد مومن کی صحبت میں کچھ دن رہیں تو بغیر نصیحت کے ایمان لے آئیں۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے۔ کہ مرد مومن اپنے اخلاق، کردار اور حسن معاملہ سے سراپا و عطا تبلیغ ہوتا ہے، مکرار، بحث و مباحثہ اور الفاظ کے نشتر سے نہیں، پیار و محبت اور رواداری سے قلوب کو جیت لیتا ہے۔

حضرت فرید الدین مسعودی شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب قینچی پیش کی گئی تو آپ نے واپس کرتے ہوئے فرمایا، ”بھائی ہمیں سوئی لا دو، ہم کانٹے کا نہیں جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔“

رواداری اور اخلاق حسنہ کی یہ خوبصورت روایت جمود کا شکار نہیں ہوتی بلکہ اس امانت کو صوفیاء نے بڑی حفاظت سے آگے بڑھایا۔ حضرت محبوب الہی کے اس خوبصورت رویے کے ٹھیک پانچ سو سال بعد حضرت شاہ سلیمان تونسوی کی سیرت سے ایک ورق پیش خدمت ہے۔ آپ نگلی سے گزرتے ہوئے اپنی خانگی رہائش گاہ کی طرف جارہے تھے۔ کہ اپنی دوکان میں بیٹھا ہوا ایک ہندو آپ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو کر یوں عرض کرتا ہے۔ ”بھلوں کو بھلی لاج“ آپ مسکراتے ہوئے گزر جاتے ہیں، وقت گزرتا رہتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ سلیمان کو پتہ چلا کہ ہندو بیمار ہے۔ آپ عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے، قرائن سے اندازہ ہوا کہ جانبر نہ ہو سکے گا۔ آپ نے اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا، اب اس کے اسلام سے واقف ایک آپکی ہی شخصیت تھی۔ وہ شخص فوت ہو گیا۔ خود نے اپنی مذہبی روایات کے مطابق اس کو جلانے کا انتظام کرنا شروع کیا۔ حضرت نے انہیں پیغام بھیجا کہ اپنی اس میت کو ہمارے حوالہ کر دو۔ ہم اسے اسلامی روایات و تعلیمات کے مطابق دفنائیں گے۔ ہندوؤں نے کہا کہ جب وہ مسلمان نہیں تو آپ کے حوالے کیسے کیا جائے؟ بات مکرار تک جا پہنچی حضرت شاہ سلیمان نے

فرمایا۔ اچھا! جلا سکتے ہو تو جلا لو۔ ہندوؤں نے صبح سے شام تک پوری کوشش کی لیکن وہ اس میت کو جلانے میں ناکام رہے۔ آگ اسے چھوتی تک نہیں تھی۔ آخر کار وہ میت حضرت پیر پٹھان کی خدمت میں لائی گئی اور اسے بعد از نماز جنازہ دفن کر دیا گیا۔ اس خوبصورت رویے اور عظیم کرامت کو دیکھ کر ہندوؤں کے کئی خاندان مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

صوفیاء کے پیار، محبت اور شفقت کے جذبات یوں ہمہ گیر تھے کہ مومن و کافر تو کجا جانور بھی ان کی شفقت و عنایت سے بہرہ ور ہوتے۔ وحدت کے اس مقام پر یہ لوگ فائز تھے جس کے لفظوں میں شرح ناممکن ہے۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص نے اپنی گائے کو چھری مار دی، حضرت کے منہ سے چیخ نکل گئی، اس شخص نے پوچھا آپ کو کیا ہوا؟ شیخ نے فرمایا میری پشت سے کپڑا اٹھا کر دیکھو اس چھری کا نشان آپ کی مبارک کمر پر دیکھا جا رہا تھا۔ خواجہ میر درد نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شاید کسو کے دل کو لگی اس گلی میں چوٹ

میری بغل میں شیشہ دل چور ہو گیا

خوبصورت مثالوں کے ذریعے میں نے حقیقی تصوف اور سچے صوفیاء کی ایک جھلک دکھانے کی کوشش کی ہے۔ یہ الگ موضوع ہے کہ اب نہ تو وہ خانقاہیں رہیں، نہ وہ مشائخ رہے اور نہ ہی ویسے طالب ہیں۔ بقول خداں اجمیری

مقرب اب نہ وہ ہے، نہ وہ پینے والے

بند خود ہی در میخانہ ہوا جاتا ہے

البتہ نقالوں اور متصوف لوگوں کی کمی نہیں۔ یہ ہماری معاشرت کا عجب المیہ ہے۔ کہ ہر اصل کی سینکڑوں تقلیدیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی موجودگی میں اصل حقیقت روپوش ہو جاتی ہے۔ بھیک مانگنا ایسا کام ہے جو نہایت مجبوری میں کوئی اختیار کرتا ہے مگر اصلی محتاجوں سے زیادہ تعداد

پیشہ ور بھکاریوں کی مل جاتی ہے۔ شیخ وقت کو یا تو طلب صادق سے تلاش کیا جاسکتا ہے یا بخت و اتفاق سے اس کا دامن ہاتھ آ جاتا ہے۔ تصوف حال تھا مگر برا حال بن گیا ہے۔ یہ نفس کا احتساب تھا مگر اسے اکتساب (کمائی) کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔ یہ استتار (پردہ پوشی اور اخفاء) تھا اب اشتہار بن گیا ہے، تقشف (سادگی اور زہد) تھا اب تکلف اور طعراق بن گیا ہے۔ یہ تخلیق (ایچھے اخلاق اپنا نا) تھا تملق (چاپلوسی اور دنیا داری ہو) ہو کر رہ گیا ہے لیکن ایسا نہیں کہ تصوف ناپید ہو گیا ہے اور ان شاء اللہ ہو گا بھی نہیں۔ حضرت فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کو ایک آزاد منش قلندروں کی ٹولی میں دیکھا، آپ نے ان سے پوچھا۔ ”آپ ان لوگوں میں کہاں آ پھنسنے؟ انھوں نے جواب دیا ”قابدانی درمہر عامیے خاصے مست“ (تاکہ آپ جان لیں کہ عوام کی ٹولی میں اللہ کا کوئی خاص بندہ بھی ہوا کرتا ہے۔)

خود رب کریم کا یہ ارشاد ہے۔ اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقين
”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ مل جاؤ“

اس موقف کی واضح دلیل یہ ہے کہ نسبت مع اللہ سے معمور قلب تا قیام قیامت موجود رہیں گے۔ ورنہ یہ فرمان الہی درست نہیں رہتا۔ بات دور چلی گئی، معروضات کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی حقیقی اور سب سے زیادہ خدمت ہر زمانے میں تصوف اور صوفیائے کرام نے کی ہے۔ انھوں نے ہر قسم کی افراط و تفریط سے محفوظ خالص اسلامی اخلاق کو اپنایا جس میں نہ بنیادی اصولوں کو ترک کیا گیا، نہ خوش مزاجی کا دامن ہاتھ سے چھوٹا اور نہ انسانی فطرت کے تقاضے نظر انداز ہوئے۔ حسن معاملہ اسی کو کہتے ہیں۔ یہی حسن معاملہ اخلاق کا وہ بلند معیار ہے جو صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں ہاتھوں ہاتھ ملا، صوفیاء نے یہ امانت اور ورثہ ہم کو بڑی حفاظت کے ساتھ پہنچا دیا۔ اس سے آگے کی ذمہ داری ہماری ہے کہ اسلام اور تصوف کا نام لے کر بد اخلاقی اور بد معاملگی کریں یا رواداری، پیار، محبت اور امن (جن کا مجموعہ حسن معاملہ کہلاتا ہے) کی شان دکھائیں کہ اغیار جو اس وقت اسلام اور اہل اسلام کو دہشت گردی کی علامت بنا کر پوری دنیا کے

سامنے اسلام کو بدنام بلکہ ختم کرنے کا تہیہ کیے بیٹھے ہیں کو بھی اسلام کے بارے میں ایک دفعہ بے اختیار کہنا پڑے۔ ”اس کی ہر بات ایک مقام سے ہے“
آخر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک فرمان صداقت نشان پر اپنی گزارشات کا اختتام کرتا ہوں جس میں آپ نے تعلیمات تصوف کا نچوڑ اور منصب صوفی کو واضح فرمادیا۔ ”جس میں یہ تین چیزیں پائی جائیں سمجھ لو کہ وہ اللہ کا دوست ہے، (سورج کی سی شفقت کہ وہ اپنے پرانے، اچھے بُرے کی تخصیص کے بغیر سب کی روشنی اور گرمی پہنچاتا ہے۔) (دریا کی سی سخاوت کہ اس کے کنارے سب کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ (زمین کی سی تواضع کہ اس سے سب پرورش پاتے ہیں اور وہ بیروں میں بھی رہتی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ تین چیزیں اللہ اور اس کے بندوں دونوں کی دوستی سے اور محبت کا ثبوت فراہم کرتی ہے اور ان کے پیچھے جو جذبہ کارفرما ہوتا ہے وہی وحدت کی بنیاد بھی بن سکتا ہے، مسلمانوں کی وحدت کا بھی اور انسانوں کی وحدت کا بھی۔

جامعہ محی الدین صدیقیہ

بالمقابل نئی سبزی منڈی جھنگ روڈ سدھار فیصل آباد میں

بیرونی طلباء کے لیے قیام و طعام کا بہترین انتظام ہے۔

شعبہ تجوید و قرأت، شعبہ حفظ القرآن میں داخلہ جاری ہے۔

تعلیم و تربیت کیلئے اپنے ہونہار بچوں کو اس علمی و روحانی مرکز میں داخل کروا کر سعادت حاصل کریں۔

الداعی :- خدام محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

رابطہ کیلئے: حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی خادم جامعہ ہذا

کھجور کی تحقیق

از علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب

درختوں میں سب سے پہلے کھجور کو پیدا کیا گیا۔ کھجور کی بے شمار قسمیں ہیں۔ جو رنگت، حجم اور ذائقہ کی طرح تاثیر میں بھی جدا جدا ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر صرف رطب اور نخل کی صورت میں آیا ہے۔ جبکہ احادیث میں مختلف متعدد ناموں سے مذکور ہے۔ کھجور کا درخت مشرق وسطیٰ، امریکہ اور ایشیائی ممالک میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ شمالی افریقہ بھی کھجور کا گھر ہے۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں کھجور کیلئے خیر پور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان کے علاقے اگرچہ زیادہ مشہور ہیں مگر کھجور چاروں صوبوں میں ملتی ہے۔ عربی ایک جامع اور مکمل زبان ہے جس میں تلوار کے سونام ہیں۔ ہر نام تلوار کی مختلف حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح کھجور کے جملہ اقسام اور حالتیں علیحدہ نام رکھتی ہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ زیادہ نام اسکی فضیلت کی دلیل ہوتی ہے۔

مدینہ طیبہ میں کل ۲۷۰ کھجوریں ہیں اور جملہ عالم میں کھجور کی ۴۰۰۰ قسم ہیں۔ کھجور کا اصلی مرکز تو عرب ہے پھر عراق پھر جملہ ممالک میں ان کے مختلف شہروں کو مرکزیت حاصل ہے۔ کھجور کا درخت دنیا کے اکثر مذاہب میں مقدس مانا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں اہمیت کی انتہا یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درختوں میں سے اس کو مسلمان کہا ہے۔ کیونکہ یہ صابر شاکر اور خدا کی طرف سے برکت والا ہے۔

”عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار نے ایک بار ارشاد فرمایا۔ کہ درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ مسلمان کی طرح ہے۔ مجھے بتلاؤ کہ وہ کونسا درخت ہے؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ لوگ جنگلی درختوں کے خیال میں پڑکے۔ ان کا بیان ہے کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ لیکن مجھے شرم آئی بڑوں کے سامنے کچھ کہوں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی فرمائیے وہ کونسا

درخت ہے آپ نے فرمایا۔ وہ کھجور کا درخت ہے۔“

کھجور کے درخت کا کوئی حصہ بیکار نہیں جاتا۔ پتوں سے ٹوکریاں بنتی ہیں۔ تاعمارتی لکڑی کے کام آتا ہے شاخیں کرسیاں بننے اور جلانے کے کام آتی ہیں۔

کھجور کی خاصیت گرم تر ہے کھجور میں غذائیت پائی جاتی ہے تازہ خون پیدا کرتی ہے۔ معدہ جگر اور گردوں کو قوت بخشتی ہے۔ جسم کو فرو بہ کرتی ہے۔ لقوہ اور قالج جیسے امراض میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ کھجور کی گھٹیاں بھی کئی امراض کا علاج ہیں۔ مثلاً اسہال بند کرتی ہے جلی ہوئی گھٹلیوں کا سفوف بہتا ہوا خون بند کرتا ہے۔ اور زخم کو صاف کرتا بھرتا ہے اس سفوف کو بطور منجن استعمال کرنے سے پائیدر یا کو فائدہ ہوتا اور دانتوں کو چمکدار کرتا ہے۔ خشک کھانسی اور دمہ میں مفید ہے۔

حضرت سحر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ دست اقدس کی خشک میں نے اپنے دل میں محسوس کی آپ نے فرمایا۔ تیرے دل میں درد ہوتا ہے۔ تو حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جا جو طبیب ہے۔ اس کو چاہیے کہ وہ مدینہ طیبہ کی سات عدد عجوہ کھجوریں لے کر ان کو گھٹلیوں سمیت کوٹ کر تیرے منہ میں ڈال دے۔“

دل کے دورے کا یہ انتہائی کامیاب علاج ہے۔ اور کوئی دشمنی علاج اس کا ثانی نہیں چونکہ یہ علاج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض تر جہان کا مجوزہ اور فرمودہ ہے اور اس علاج کی خصوصیت یہ ہے کہ اس علاج کے ذریعہ صحت حاصل ہو جانے کے بعد پھر زندگی بھر دوبارہ اس مرض کا حملہ نہیں ہوتا۔ مریض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس مرض سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ جبکہ دیگر طریقہ ہائے علاج سے صحت یاب ہونے کے بعد مریض کوئی سخت محنت کا کام نہیں کر سکتا۔ نہ میزبوں پر چڑھ سکتا ہے اور ہارٹ ایک کا خطرہ اور خدشہ کسی آن اور لمحہ موجود رہتا ہے۔ مگر قربان جانیے اس امی لقی ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج پر کہ اس کے ذریعہ شفا یات ہونے والے صحابی رضی اللہ عنہ نے کئی ہزار میل کا سفر گھوڑے پر سوار ہو کر طے کیا۔ میدان جنگ میں جان ہتھیلی

پر رکھ کر کفار سے تلوار، نیزہ، اور تیر کے ذریعے سے جنگیں لڑیں۔ اور اپنے سے کئی گنا زیادہ دشمن کے خلاف شدید دہشتی دباؤ برداشت کر کے لڑائیوں میں حصہ لیا۔ مگر نہ تو کبھی ٹینشن کا شکار ہوئے اور نہ کبھی دل کا دورہ پڑا اور کافی طویل عمر شریف پائی۔ کجور ایسا مقدس درخت ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے نہ دیکھا۔ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی، جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں، ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اور رب کے حکم سے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔

فائدہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کجور کا خوشہ لایا گیا جس پر تر کجوریں تھیں۔ آپ نے یہی آیت پڑھ کر فرمایا۔ اس درخت سے مراد کجور ہے۔

کجور ایسا درخت ہے جو جنت میں سب سے پہلے کاڑھا گیا۔ کجور اولاد آدم کی پھوپھی بھی ہے وہ یوں کہ یہ آدم علیہ السلام کے ضمیر کی مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اسی لئے اسے انسان سے خصوصی مشابہت ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس عظیم مجوہ کجور میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے۔ تو یہ زہروں سے تریاق ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ذاتی تجربہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میری والدہ مجھے موٹا کرنے کیلئے بہت علاج کرواتی رہیں وہ چاہتی تھیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں تو موٹی ہوں لیکن ان تمام دواؤں سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ میں نے تازہ پکی ہوئی کجوریں اور کھیرے کھائے ان سے میں نہایت خوبصورت جسم والی ہو گئی۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ اگر آج کا مرد تین چیزیں استعمال کرے تو کبھی بوڑھا نہیں ہوگا۔ پہلی چیز کجور، بسنے ہوئے پننے، اور کپے ہوئے پیر۔

خالق کائنات عزوجل نے انسان کیلئے اس دنیا میں انواع و اقسام کی نعمتیں پیدا فرمائی ہیں ان نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کجور ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی من پسند غذا، صحابہ کرام اس کو کھا کر جہاد کرتے تھے۔ اور ایک آدمی سینکڑوں آدمیوں پر غالب ہوتا تھا۔ سائنس دان

اس بات کی تحقیق میں ہیں کہ ایسی کون سی چیز کجور کے اندر ہے جس سے صحابہ کرام ایک کجور اور پھر اس کی گٹھلی پر سارا دن گزار دیتے تھے۔ کجور کو اگر طبی طور پر دیکھا جائے تو اس کے سینکڑوں فوائد سامنے آتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کجور بہت پسند تھی۔ حضرت ہبل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ کجوروں کے ساتھ توبوز کھا رہے تھے۔ اور فرماتے کہ میں کجور کی گرمی کو توبوز کی ٹھنڈک سے برابر کر لیتا ہوں۔ یا توبوز کی ٹھنڈک کجور کی گرمی سے ذائل ہو جاتی ہے۔ سرکار نے جو کی روٹی کے ٹکڑے پر کجوریں رکھی تھیں اور فرما رہے تھے۔ یہ اس روٹی کے ساتھ سالن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس گھر میں کجور ہو اس گھر والے بھوکے نہ رہیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجوہ کجور اور بیت المقدس کی مسجد کا گنبد دونوں جنت سے آئے ہیں۔

عبداللہ بن زہر رضی اللہ عنہ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے یہودیوں نے مشہور کر دیا تھا۔ کہ ان کے جادو کے زور سے کوئی مسلمان عورت بچہ نہ جن سکے گی۔ ہم نے اس کو بانجھ کر دیا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ان کے اس دعویٰ کی تکذیب اور تردید تھی۔ مہاجرین کا پہلا بچہ تھا۔ ان کی پیدائش پر تمام مسلمانوں نے بلند آواز میں نعرہ بکھیر بلند کیا۔ ان کی والدہ کو لیکر سرکار کے پاس گئی۔ اور آپ کی گود میں ڈال دیا۔ آپ نے کجور منگوائی اسے اپنے منہ میں چبایا۔ پھر اپنا لعاب اور کجور بچے کے منہ میں ڈال کر اس کے تالو سے لگا دیا۔ پھر بچے کیلئے برکت کی دعا کی۔

قربانی کی کھالیں

محی الدین ٹرسٹ کے عظیم علمی ورفا ہی منصوبہ جات کو دے کر
ترویج علم میں اپنا کردار ادا فرمائیں۔

شریعت و طریقت

مرشد کریم حضرت علامہ شیخ محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات ”مداح الکفر“ سے انتخاب

شریعت ایک سمندر ہے۔ سمندر کے اندر سے قیمتی اشیاء کا نکالنا غوطہ خوروں کی محنت ہے۔ شریعت اور طریقت کا باہمی ربط سمجھنے کے لئے ایک مثال ذہن میں رکھیں تاکہ یہ پتہ چل سکے کہ طریقت، شریعت سے علیحدہ کوئی نظام نہیں ہے۔ آپ دکاندار کے پاس کیلے خریدنے کے لئے جائیں تو آپ کو علم ہے کہ کیلے کا چھلکا میرے استعمال کی چیز نہیں ہے۔ اس کے باوجود آپ چھلکے کے بغیر کیلے نہیں خریدیں گے۔ ملتا ہی نہیں۔ اگر دکاندار آپ سے محبت کرے اور چھلکا اتار کر کیلا دے تب بھی آپ نہیں خریدیں گے۔ کیونکہ جس کیلے کا چھلکا اترتا ہو اس کو ماحول فضاء مضمر صحت بنا دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی کیلا قابل قبول اور قابل استعمال ہے جو چھلکے کے اندر ہو۔ بعینہ وہ طریقت قابل قبول اور قابل بھروسہ ہے۔ جو شریعت کے دائرے کے اندر ہو۔ شریعت کے دائرے سے نکل کر طریقت بے آبرو اور ناقابل قبول ہے۔ شریعت کیا ہے؟ یہ وہ نظام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں نے مرحب فرمایا۔ فرمان اللہ جل شانہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کے بنائے ہوئے جوہر کا نام قال ہے۔ اور قال کا آسان ترجمہ شریعت ہے۔ اس کے باطنی نظام کا نام حال ہے۔ جس کو طریقت کہتے ہیں معلوم ہوا جو حال قال کے پردے کے اندر نہ ہو وہ قابل قبول نہیں۔ وہی طریقت قابل قبول ہے جو شریعت کے اندر ہو۔ شریعت قال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقت رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یا یوں کہیے کہ شریعت ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقت رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ فرمان خداوندی ہے۔

قوسو اللہ فانعمین ترجمہ اللہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

بالکل ادب، اخلاص اور حضور، توجہ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ صرف کھڑے ہونا مقصود بالذات نہیں، ورنہ ہر قیام عبادت بن گیا ہوتا اور نہ ہی ہر بیعت قیام کو عبادت کہتے ہیں۔ صفیں بنی

ہوئی ہیں کوئی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہے۔ کوئی ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہے۔ کسی نے ہاتھ نیچے باندھے ہیں کسی نے سینے پر باندھے ہیں۔ بندہ تو کھڑا ہی ہے۔ مگر یہ قیام نہیں وہ ایک خاص چیز ہے جس کو نیت کہتے ہیں۔ نیت کسی کو نظر نہیں آتی۔ آپ نیت کر رہے ہیں مجھے نظر نہیں آتا۔ میں نیت کر رہا ہوں۔ آپ کو نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ نہ آواز ہے اور نہ کوئی شکل و صورت ہے لیکن باہر ایک خول تیار ہو رہا ہے۔ باہر ایک عمارت بن رہی ہے اس کے اندر ایک جوہر تیار ہو رہا ہے۔ یہی جوہر آپ کی ظاہری کیفیت کو بندگی بنا رہا ہے۔ اب حکم ہو رہا ہے۔

فاقرئو ما تيسر من القرآن

ترجمہ: پس تم قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔

فولو وجوهكم شطوطا ترجمہ: تو پھر وہاں نماز کی طرف

ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے، حکم ہوا کہ مذہب بھی ایک ہی طرف کرتا ہے۔

ہاتھ کہاں باندھنے ہیں؟ منہ کس طرف کرتا ہے؟ یہ سب ادائیں ادائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بتا دی گئی ہیں۔ حنفی علماء نے تحقیق کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے ہیں۔ اب ایک ایک ادا پر نظر دوڑائیں۔ کھڑے ہونے کا انداز، ہاتھ باندھنے کا انداز، قبلہ رو کھڑے ہونا، جھکنا سجدہ کرنا، یہ سب ادائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ یہ سب ادائیں ایک وقت میں اگر کوئی پوری کر رہا ہے دیکھنے والا دور سے ہی اندازہ لگا لے گا کہ یہ شخص اس وقت ہماری دنیا میں نہیں اس کا مقام جدا ہو گیا۔ اس کا محل جدا ہو گا۔ یہ امتیاز کس نے پیدا کیا؟ اسی کا نام سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا آسان ترجمہ ہے۔

”فعل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“ ”قول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

جب فارغ ہوئے تو حکم ہوا۔

واركعوا مع الركعتین ترجمہ: رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

انسان جھک گیا۔ سبحان ربی العظیم پڑھا اور پھر کھڑا ہو گیا۔ سارے زاویے جو بن

رہے ہیں یہ سب شریعت ہے۔ ایک ایک ادائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کا نام دیا جا رہا ہے۔ اب ان اداؤں کا دھرا پہلو دیکھیں۔ ایک ایک ادا اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے۔ قیام کی تاثیر الگ ہے۔ رکوع کی تاثیر الگ ہے، ہر ادا اپنی اپنی تاثیر و نورانیت شخصیت کے اندر منتقل کر رہی ہے۔ سارا جسم معروف ہے اور اس کا نتیجہ اندر مرتب ہو رہا ہے۔ اس سارے عمل کو سمجھنے کے لئے آپ کپڑا بننے والی مشین کے مختلف مراحل دیکھیں ابتداء میں آپ روٹی (کاشن) مشین میں ڈالتے ہیں آگے جا کر وہی روٹی دھاگہ بن جاتا ہے پھر کپڑا بنتا ہے اس کے بعد کپڑے کے تھان بن جاتے ہیں ابتدا کا رنگ جدا ہے، قیمت اور قدر بھی جدا ہے۔ ایک طرف عمل ہے دوسری طرف نتیجہ ہے۔ عمل کا نام جدا ہے، نتیجہ کا نام جدا ہے جب تک روٹی تھی تو اس کا نام شریعت تھا اور کپڑا بن کر سامنے آیا تو اس کا نام طریقت ہے۔ آپ جو اعمال کر رہے ہیں یہ سب شریعت ہے اور جب آپ کا عمل عند اللہ مقبول ہوگا۔ اور نورانیت دل و روح میں اترے گی تو نتیجہ چرے اور آنکھوں سے ظاہر ہوگا۔ اندر مرتب شدہ کیفیت کو چہرہ ظاہر کر دے گا۔ اندر جو مشین لگی ہوئی ہے وہ دوسرے، تکبر، خودی، رعونت، غیرت، لغویات، شہوات سے اس مال کو صاف کرتی جا رہی ہے۔ اس مشین کا نام ہے اخلاص، ہر شے سے عبادت کے نور کو علیحدہ کر کے جب مرتب کیا جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں جو نعمت ہاتھ آتی ہے اس کا نام قبولیت ہے۔ اور جس کو قبولیت مل گئی وہ شریعت کے ذریعے طریقت تک پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ہر اعزاز اور بلندی کی ابتدا و انتہاء شریعت ہے اور شریعت کا دوسرا نام قال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور افعال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

بڑی بندگی:

بندگی میں سب سے بڑی بندگی نماز ہے۔ تمام عبادتوں سے بڑی عبادت نماز ہے۔ نماز کے بھی مختلف ارکان ہیں۔ تلاوت، قیام، رکوع، سجدہ، قعدہ، ایک بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ جس طرح ہماری بندگیاں جمع کی جائیں تو فضیلت نماز کو حاصل ہے اسی طرح نماز میں سجدے کو فضیلت حاصل ہے۔ فرض ہونے میں سب برابر ہیں۔ درجات میں اپنا اپنا مقام

ہے۔ اسی طرح جہاں جا کر بندہ مٹ جاتا ہے وہ سجدہ ہے۔ قیام میں نظر دائیں بائیں جاسکتی ہے۔ سجدے میں خیال نظر فکر، جسم پیشانی ایک ہی جگہ لگ جائیں اور اس پر سارا جسم پکار اٹھے کہ میں کہاں ہوں؟ جہاں کوئی اور لفظ موزوں نہیں وہاں ایک ہی لفظ ہے: سبحان ربی الاعلیٰ: معلوم ہوا جہاں قرب کی انتہا ہو جائے! وہ فرض سب فرائض سے افضل ہے۔ یہ سب اعمال، افعال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں ہیں اب غور کرو اور یہ یاد رکھو کہ کوئی بندگی اس وقت تک بندگی بن ہی نہیں سکتی جب تک وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں نہ آئے۔ بالفاظ دیگر اسلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ!

الاسلام بدور حول محمد صلی اللہ علیہ وسلم

گویا نقطہ اسلام سیدالکائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس سے جو فیوضات صادر ہوتے ہیں وہ مختلف کریم جو کچھ ہوں تو اسلام کے نام سے پہچانی جاتی ہیں۔

اسلام کے مختلف رکن ہیں۔ ہر رکن کے اندر نور نبوت کی جھلک باعمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان سے نکال کر کوئی بات ثابت نہیں کی جاسکتی کہ یہ اسلام ہے۔ یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے، لافانی، لافانی، جاودانی کتاب ہے مگر زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق نہ کرے تو قرآن، قرآن ہی نہیں حالانکہ اللہ کا کلام ہے۔ تو اگر قرآن کو قرآن بنانے کے لئے زبان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت پڑی تو اسلام اور دین کو ثابت کرنے کے لئے فعل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لینا ضروری ہوا۔ ورنہ نہ مذہب ہے نہ دین ہے نہ اسلام ہے۔ ہمیں سے سمجھو اللہ رب العالمین کے بعد نظام عالم کی ترتیب اور دین حق کی شعاعوں کی تقسیم اور قرآن کے فیضان کی وسعت اور تشہیر کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی کتنی ضرورت و اہمیت ہے۔

آپ نے پن چکی نہیں دیکھی جس سے دانے پیس کر آتا بناتے ہیں۔ یہ پتھر کے دو پاٹ ہوتے ہیں اور اوپر والا گھومتا ہے خود نہیں پھرتا بلکہ اس کو کوئی پھیرتا ہے۔ پتھر میں حرکت نہیں ہوتی۔

جمال نقشبند سے جمال صدیقی کا تذکرہ

پانچویں قسط از پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب

اولاد: پیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا ہے۔ بیٹے دنیاوی علوم کے ساتھ دینی علوم پر بھی تسلی بخش دسترس رکھتے ہیں۔ سلطان العارفین جامعہ احرار سے تعلیم پانچے ہیں اور ایک باصلاحیت جوان ہیں۔ ڈاکٹریٹ کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ چھوٹا بیٹا نور العارفین ہے جو دینی علوم میں مہارت کے ساتھ ساتھ یونیورسٹیوں کی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہے اور لائق اعتماد علمی صلاحیت کا حامل ہے۔ دونوں صاحبزادے غزنوی مشن کو آگے لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ اس دور میں مسندوں کی ضرورت ہے جو نیریاں شریف کی مسند کو حاصل ہے۔

ارشادات:- پیر صاحب کی عمومی گفتگو بھی بصیحت افروز ہوتی ہے۔ آپ کا لہجہ اور آہنگ مسکونہ ہے، موضوع کوئی بھی ہو، بات کہنے اور سامع تک پہنچانے کا ملکہ آپ کو حاصل ہے۔ خطبات میں تو ار سال معنی کا وہ اہتمام ہوتا ہے کہ سامع کسی علمی سطح کا بھی ہو گردیدہ ہوا جاتا ہے۔ الفاظ آبشار کی طرح اگلے آتے ہیں۔ حکایات و روایات تجسیم کی صورت لیتی ہیں۔ درس مشن جو اپنی جاذبیت اور اثر آفرینی کے حوالے سے سامعین کے قلوب کو گراتا ہے۔ اس قدر مقبول ہوا ہے کہ انورٹی۔ وی کی شناخت بن گیا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی اشارتی اور تبلیغاتی گفتگو جس سلیقے سے وضاحت کے مراحل طے کر رہی ہے کہ ہر سننے والا پاس گزار ہے۔

تبلیغی دوروں میں اجتماعات کا انعقاد ہوتا ہے اور پیر صاحب کے مواعظ حاضرین کی سماعتوں میں رس گھولتے ہیں۔ ہر گفتگو کسی مقرر موضوع پر ہوتی ہے تفہیم کی ضرورت نظم و نشر کا حوالہ لیتی ہے قرآن وحدیث کا نور ہر گفتگو کا امتیاز ہوتا ہے۔ صالحین کی حکایات موقع کی مناسبت سے بیان ہوتی ہیں کبھی گفتگو اس قدر پھیل جاتی ہے۔ کہ احساس ہونے لگتا ہے کہ موضوع کے دائرے سے نکل گئی ہے مگر سامعین کو حیرت ہوتی ہے جب اچانک پیر صاحب موضوع پر پہنچ جاتے ہیں اس سے یہ یقین آتا ہے کہ لفظوں نے بہکایا نہیں، پیر صاحب انہیں نہایت دانش مندی سے استعمال کر

حرکت کے لئے دوسرا ہاتھ چاہیے۔ دوسرا وسیلہ چاہیے۔ ان دونوں پتھروں کے درمیان لوہے کے دو پرزے ہوتے ہیں ایک نیچے والے پتھر کے ساتھ اور ایک اوپر پتھر کے ساتھ۔ اس کو عربی میں قطب کہتے ہیں گویا اس قطب نے ان دونوں پتھروں کو اس طرح رکھا کہ ایک جامد اور دوسرا متحرک رہتا ہے اور کوئی دانہ اس کی زد سے باہر بھی نہیں۔ دو عالم کے نظام کو چلانے کیلئے ایک ایسے وجود کی ضرورت ہے جو دونوں سے باخبر بھی ہو اور دونوں کا چلانا بھی جانتا ہے۔ وہ ایک ہی وجود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس ایک ذات گرامی کے وسیلہ سے دو عالم کا نظام چل رہا ہے۔ اس کو چلانے والا اللہ عزوجل ہے مگر درمیان سے اس ایک ذات گرامی کو ٹکالو تو دو عالم کی چمکی کے دونوں پاٹ بھوجائیں گے۔

یہ نظام بھی اس کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو وہ کونسا دین ہوگا جس میں قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں وہ کونسا اسلام ہوگا جس میں ادائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہیں۔ اولین و آخرین میں ہر جگہ فیضان نبوت رسول اعظم جاری رہا، جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ایک اور بات یاد رکھیں! مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک دریا ہیں۔ صحرائیں ریگستان ہیں، کوہستان ہیں، جنگلات ہیں، باغات ہیں اس ساری روئے زمین پر جب تک ایک بھی نور نبوت کا حامل شخص موجود رہے گا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ گویا ازل سے لے کر ابد تک جہاں کو نور نبوت کے فیضان نے ہی سنبھالا ہے۔ فیضان نبوت کا ایک ذرہ بھی جس شخص کے اندر ہوگا اس کی موجودگی کے باعث قیامت نہیں آئے گی۔ نظام کائنات کو چلانے کے لئے جس نظام کی ضرورت ہے اس نظام کے ظاہر کو شریعت اور اس کے فیضان باطنی کو طریقت کہتے ہیں یہ دونوں ملتے ہیں، تو بندہ مقام قرب حاصل کرتا ہے۔ ایسے شخص کو ”صوفی“ کہتے ہیں۔ صوفی کی تعریف یہ کہ اس کا دل کسی وقت بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ذکر کے تسلسل میں تعطل واقع نہ ہو۔ یہی فیضان شریعت اور احسان طریقت ہے۔ طریقت کے عنوان کا دوسرا نام احسان ہے اسی کو تصوف کہتے ہیں۔ (10 مارچ 2012ء)

رہے ہیں۔ یہ بار بار دیکھا کہ بیان کا زور بے قابو نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ پیر صاحب جو کہنا چاہتے ہیں وہ ہمیشہ اُن کے پیش نظر رہتا ہے۔ یہی کسی مقرر کی کامیابی ہوتی ہے کہ وہ راستوں کی بھولی بھلیوں میں گمراہ راستہ نہ بھولے۔

پیر صاحب کا زور کلام اور انداز گفتگو ساعتوں کے لئے ایک نایاب سرمایہ ہے اس کا درست ادراک دینی کر سکے گا جو آپ کی محفل میں حاضر ہوا ہو۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ مادری زبان پشتو ہے مگر اردو اس سلیقے سے بولتے ہیں کہ اہل زبان ہونے کا گمان ہوتا ہے بعض احباب نے آپ کے ارشادات کو جمع کرنے کی کاوش بھی کی ہے۔ بہتر ہوتا کہ ایک قلم کار شب و روز ساتھ دیتا کہ گفتگو کو صنفی قرطاس پر منتقل کر دیتا تو اُن اصحاب تک بھی یہ روشن پہنچ جاتی جو موجود نہ تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر اس حوالے سے کام ہوتا تھا نہ ہو سکا۔ طنائی ماغات کا اب بھی موقع ہے کہ یہ ایک مسند نشین کی گفتگو ہی نہیں فصاحت افروزی کے استعارے بھی ہیں۔

ذوق کی تسکین کے لئے چند ارشادات جو انیس صاحب نے مجھے کئے ہیں درج کئے جا رہے ہیں تاکہ فرمودات کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔

☆ جب علم و عمل مل جائیں تو علم جذبہ دیتا ہے، عمل نشان منزل کا پتہ دیتا ہے اور جب تقویٰ شریعت کا ہی دے تو محبوب کی بارگاہ سے آواز آتی ہے ”اُنھن منی“ میرے قریب ہو جاؤ۔

اگر چاہتے ہو کہ شکر کی توفیق ملے تو اپنے سے کمزور پر نظر رکھو، جمو پیڑی میں رہنے والوں پر نظر رکھو گے تو شکر کی توفیق نصیب ہوگی اور ارشاد یہ ہے کہ

لش شکرت لا یبدنکم (ابراہیم ۷)

ترجمہ: شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔

☆ ایک سوٹ کے بجائے دس سوٹ سلواؤ مگر پہننے کے بعد نظر عطا کرنے والے پر ہی کوئی چاہیے جو مال بندے اور بندہ نواز کے درمیان حجاب بنے اس سے غربت بدر جہا بہتر ہے جو بھوک تو دیتی ہے مگر دوزخ کی آگ تو نہیں دیتی۔

☆ تصوف اسلام کی روح ہے۔ نماز کو ہی لیجئے اچھی طرح وضو کرو، صاف ستھرا پہنو، جبکہ صاف ہو اور وقت صحیح ہو، قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ ناف پر باندھ لو، رکوع و سجود تمام ارکان کی تکمیل کرو یہ سب لوازمات ہیں، نیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھ رہا ہوں، ظاہری شریعت آپ کو نمازی کہے گی مگر تصوف کہتا ہے کہ جو فعل جس کے لئے ہے اُس کے تصور میں اس قدر گم ہو جاؤ کہ اس کے قلب و روح میں اُتر کر آپ کو سرور کی کیفیت عطا کر دیں، یہ سرور اور یہ قرب کی کیفیت تصوف ہے ارکان کی تکمیل شریعت ہے مگر ان کے نور و سرور کی کیفیت تک رسائی تصوف ہے۔

☆ لوازمات حیات اور مقاصد حیات میں فرق ہے، بیوی، بچے، مکان، کاروبار، مال و دولت، عزت و شہرت جاہ و حشمت، یہ سب لوازمات حیات ہیں۔ مقاصد حیات

وما خلقت الجن ولا انس الا ليعبدون (الذاریت ۵۶)

میں بیان ہوئے ہیں لوگوں نے لوازمات حیات کو مقاصد حیات سمجھ لیا ہے جو ان دونوں کے درمیان فرق نہیں کرتا وہ کامیاب انسان نہیں ہو سکتا، اولیاء کرام علیہم الرحمۃ نے ہمیشہ اپنی توجہ حیات پر مرکوز رکھی ہے لوازمات حیات کے لئے اتنا ہی حکم ہے کہ انسان اتنا کمائے جس سے ضروریات پوری ہوتی رہیں محتاجی قریب نہ آئے تاکہ مبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، مبر و شکر کا مطلب ہے کہ جہل گیا مبر کر وادار جس کے پانے کی تمنا ہے اُس کے ملنے تک مبر کر وادار یہ مسئلہ وعظ و تقریر سے حل نہیں ہوتا ہاں جس کے دل اللہ کریم اپنی توفیق سے اس طرف پھیر دے یا کسی صاحب نظر کی نظر کے نشانے میں آجائے۔

☆ دنیا کی دوستی صرف صحت و تندرستی کی حد تک ہے، انسان محتاج ہو جائے تو دنیا ساتھ چھوڑ دیتی ہے بنیاد مضبوط ہو تو بھی قبر سے آگے رفاقت نہیں، دنیا کی رفاقت اس کی عزت و وقار ایسا بے وفا ہے کہ انسان معذور ہو جائے تو یہ سب چیزیں ساتھ چھوڑ دیتی ہے مگر ذکر و فکر والے انسان کی معیت ایسی نعمت ہے کہ انسان معذور ہو جائے یا اس دنیا سے چلا جائے، عزت و وقار پھر بھی ساتھ رہتے ہیں، قبر سے حشر کے میدان تک عزت انسان کے ساتھ رہتی ہے اس کی یہی ایک

صورت ہے کہ انسان اپنا دل و دماغ اور سوچ و فکر اپنے مالک سے دور نہ لے جائے، وہ قرب کی ایسی منزل میں رہے کہ مالک سے آشنائی اول اور دنیا سے آشنائی درجہ دوم میں رہے۔

ﷻ اللہ تعالیٰ کو ماننے والوں کے دو طبقے ہیں ایک وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود مان کر عبادت کرتے ہیں، دوسرا طبقہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود اور محبوب مان کر اُس کی بندگی کرتا ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے معبود تو وہ شجر و حجر کا بھی ہے۔ فضا و خلا کا بھی ہے۔ صرف معبود جان کر عبادت کرنا عام روٹین ہے۔ محبوب جان کر عبادت کرنا اور بات ہے۔ اس لئے کہ صرف معبود جان کر بندگی کرو گے تو کبھی اطاعت کرو گے کبھی بغاوت، کبھی اپنی مرضی کرو گے اور کبھی اُس کی بات پر عمل کرو گے اور جب محبوب جان کر بندگی کرو گے تو اپنا اختیار ختم کر دو گے۔ پھر تمام اختیار آپ کے محبوب کا ہوگا، ایسے شخص کو محبوب کی ناراضگی کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے، محبت کے لئے محبوب کی ناراضگی حجاب ہے اور سب سے بڑا عذاب ہے، ایسے لوگ صوفیاء ہیں، اہل تصوف ہیں، تصوف کا سفر سراسر ادب و محبت کا سفر ہے۔

یہ اور قسم کے متعدد ارشادات متوسلین کو یاد ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر شروع سے ہی ان ارشادات کو محفوظ کرنے کا اہتمام کر لیا جاتا تو آج اہل محبت کے سامنے ایک روشن شاہراہ ہوتی اور ہر مسئلے کا حل ہوتا، اللہ تعالیٰ پر صاحب کو عمر دراز عطا فرمائے کہ آپ کی زندگی ایک زندگی کی بقائیں لاکھوں انسانوں کے دل کی دھڑکن ہے یقین ہے کہ اس مسند عالی کا فیض جاری رہے گا اور متلاشیانِ رشد و ہدایت فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ معتقدین کو اس دربار سے منسلک رہ کر نقشبندیہ کے فیضان سے سیراب ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہ النبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ماہنامہ معنی الدین فیصل آباد کے حصول کیلئے

ای میل، یا دھتر کے ایڈریس پر اپنا ہتہ ارسال فرمائیے۔

ہر ہر ماہ آپ کو ماہنامہ ارسال ہوگی۔ (ادارہ)

Mahnamamohiuddin@faisalabad@gmail.com

فیضانِ مرشد

از سرزاد اکرم عبدالحفیظ اختر صاحب

انسان کو رب العالمین نے تخلیق فرمایا۔ اور سب نعمتوں کے ساتھ نعمت ”شعور“ سے سرفراز فرمایا۔ تاکہ جب وہ دنیا میں اپنی زندگی گزارے تو یہ جان سکے کہ رب العالمین کی محبت کو کیسے حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو دور راستے بتائے۔ نیکی کا راستہ دوسرا اگر ایسی کا۔ نیکی کا راستہ وہ ہے۔ جس کو خود اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے جس پر اُس نے اپنے نبی، رسول، پیغمبروں کو چلنے کا حکم دیا۔ اور پھر وہی راستہ اس کے بعد والوں نے اپنایا۔ اسی راستے پر اب اللہ تعالیٰ کے متقی پرہیزگار اور بزرگ لوگ چل رہے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا راستہ ہے اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں چلنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہر نماز میں الحمد شریف پڑھتے ہوئے اسی راستے پر چلنے کی دعا کرتے ہیں اور غضب والے راستے پر چلنے سے پناہ مانگتے ہیں۔

دوسرا راستہ شیطان کا ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے اُسی کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو قیامت تک بہکاؤں گا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ شیطان انسان کے جسم کے اندر خون سے زیادہ تیزی سے گردش کرتا ہے۔ شیخ العالم بر محمد علاؤ الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ درسِ مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔ شیطان نظر نہیں آتا۔ لیکن پھر بھی ہم ہر غلط کام اور بُری چیز پر اس کو گالیاں دیتے ہیں۔ کہ یہ شیطان کا کام ہے۔ شیطان دل پر قبضہ کرتا ہے۔ اچھے خیالات نکال کر بُرے خیالات، تکبر، حسد، اور بغض ڈالتا ہے۔ جس انسان میں یہ برائیاں جمع ہو جائیں۔ وہ صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے۔ کسی کو بلند مقام پر دیکھ کر خوش نہیں ہوتا۔ ان تمام برائیوں کی وجہ سے گناہ اس کے دل پر غالب ہو جاتے ہیں اور وہ شیطان بن جاتا ہے۔

عام آدمی نمازی پرہیزگار ہو۔ اور ہر بُرے کام سے بچتا ہو۔ پھر بھی وہ کبھی نہ کبھی شیطان کے ہاتھ لگ جاتا ہے۔ خود کو بچانے کے لئے اور صراطِ مستقیم پر استقامت کے لئے اللہ تعالیٰ کے کامل ولی کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ اپنے نظر کرم اور دستِ شفقت سے ہمیں اس قابل بنا

دیتے ہیں۔ کہ ہم زندگی بھر ان کے نقش قدم پر چل کر کامیاب راستے پر گامزن رہتے ہیں۔ بادشاہوں کے پاس بیٹھنے سے کبھی بادشاہت نہیں ملا کرتی۔ لیکن کامل درویشوں کی ایک نگاہ بادشاہ بنا دیتی ہے۔

الحمد للہ اللہ علیہ الحمد للہ میں شیخ العالم حضرت میر محمد علاؤ الدین صدیقی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کی مرید ہوں۔ اور مجھے اس بات پر فخر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کر دہ کر دہ دفعہ شکر گزار ہوں۔ کہ اس نے مجھے ایک کامل مرشد عطا فرما کر میری زندگی بدل دی۔

میرے پیارے مرشد کریم فرماتے ہیں۔ کہ عطا پر شکر اور خطا پر استغفار کرو۔ عطا کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ منسوب کرو۔ کہ اس کی عطا کردہ توفیق سے نصیب ہوئی۔ خطا کو اپنے ساتھ منسوب کرو یہ نفس کی شرارت سے سرزد ہوئی۔ (ملاح الکفر)

مرشد کریم عبادت کی تلقین ایسے خوبصورت اور سادہ انداز میں فرماتے ہیں۔ اور ایسی دنیاوی مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ انسان کبھی بھی ان کو بھلا نہیں سکتا۔ اور ہمیشہ ہدایت پر آہستہ آہستہ چلتا رہتا ہے۔ آپ مرشد کریم نے درس مثنوی شریف میں فرمایا۔ ”کہ آپ دنیا کو کیا سمجھتے ہیں۔ یہ پیش و عشرت، تاج و تخت، ثروت و امارت کی جگہ ہے۔ نہیں یہ رب العالمین کو راضی کرنے کے لئے مہلت دی گئی ہے۔ جن لوگوں کا آخرت میں حصہ نہیں۔ یہ دنیا ان کا حصہ ہے۔ اللہ والوں کے لئے یہ قید خانہ ہے۔ صوفیوں کے لئے یہ زندگی قید خانہ ہے۔ وہ صبح و شام سوچتا ہے۔ کہ کیسے اس سے آزاد ہو۔ ایمان والوں اور خدا رسیدہ انسانوں کی آخری خواہش یہی ہے کہ خدا ہم سے راضی ہو جائے۔

میرے مرشد کریم نماز کی بہت زیادہ تاکید فرماتے ہیں کہ اپنی نمازوں کی فکر کرو۔ درس مثنوی شریف میں آپ فرماتے ہیں۔ جس کی نماز پڑھتے ہو اس کے خیال میں اتنا ڈوب جاؤ۔ کہ سبحان ربی العلیٰ کہہ کر سر سجدے میں رکھو۔ تو جواب آئے۔ بلیک عبیدی۔ میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو۔

ایک دفعہ علامہ حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب سے میں نے عرض کی۔ کہ آپ تو مرشد کریم سے ملتے رہتے ہیں۔ ان سے کچھ پڑھنے کی اجازت لے دیں۔ اور ان سے گزارش کریں کہ وہ ہمیں بھی کچھ عنایت فرمائیں۔ تو مرشد کریم دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا۔ کہ زیادہ نوافل پڑھنے کی بجائے اپنی قضاء نمازیں ادا کریں۔ کیونکہ ان کے بارے میں سوال ہوگا۔

یہ بھی میرے مرشد کریم کے سمجھانے کا ایک بہترین انداز ہے کہ قضاء بھی مکمل ہو جائے عبادت بھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے۔ مرید ہو کر کیا سیکھتے ہیں۔ یہی تو بتاتے اور سکھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کرنا ہے؟ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پتہ کیسے محبت سے گلے میں ڈالنا ہے۔ کہ قیامت کے دن وہ ہمیں اپنا کہہ کر پکاریں تو ہماری بخشش اور نجات ہو جائے (آمین) اس دن سے میں قضاء نمازوں کی ادائیگی زیادہ کرتی ہوں رب بھی راضی اور مرشد کریم کے حکم کی تعمیل بھی۔

حضور مرشد کریم شیخ العالم حضرت میر محمد علاؤ الدین صدیقی دامت برکاتہم العالیہ تہجد کے نوافل کے لئے بہت زیادہ تاکید فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ عمری کے وقت انھیں۔ اور نفل تین تین دفعہ قل شریف کے ساتھ پڑھیں۔ عبادت، ریاضت اور ذکر الہی میں وقت گزاریں اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے کشتیاں چلتی ہیں جو ان خوش بختوں کو ساتھ لے جاتی ہیں۔ لیکن دن میں یہ کشتیاں گاہے گاہے ہی چلتی ہیں۔

مرشد کریم فرماتے ہیں کہ درود شریف کی بہت کثرت کریں کیونکہ درود شریف ہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا بہترین ذریعہ ہے۔

آپ ہمیشہ ایک تسبیح درود شریف کی تلقین فرماتے ہیں اور پھر جو پڑھنے کا ذوق ان کی نظر کرم سے عطا ہوتا ہے تو پڑھنے والا ہر روز ہزاروں کے حساب سے درود شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

دوسروں کی مدد کرنا بیماروں کی عیادت کرنا، لوگوں کی امداد میں مال جو رب العزت کی عطا ہے اس کو فراغ دلی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ہمیشہ تاکید فرماتے ہیں۔ بلکہ خود ایک بہترین مثال ہیں۔ کہ کیسے یہ مال خرچ کر کے لوگوں کی تعلیم، صحبت، رہائش، پانی اور باقی ضروریات زندگی بہم پہنچاتے ہیں۔ انسان مرشد کریم کی ذات اقدس کو دیکھ دیکھ کر ہی بہت کچھ سیکھ جاتا ہے۔ مرشد کریم ہر کام میں اپنی مثال آپ ہیں۔

صوفیاء کی زبان میں سب کچھ چھوڑ کر خدا کے بن جاؤ اپنی مرضی کی بجائے اُس کی مرضی پر چلو۔ مثلاً آکھ آپ کی اپنی ہے اپنی مرضی سے مت دیکھو کان اُس کے اپنے ہیں اپنی مرضی سے مت سنو۔ اپنے مزاج پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج قائم کریں۔

سارا دن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق گزاریں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کریں اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ ہے۔

عظیم مرشد عالی مرتبت فرماتے ہیں۔ بندے کا دل ذکر سے آباد ہوتا ہے۔ اس کی پہچان کیا ہے؟ اُس کے چہرے پر محبت کا نور نظر آئے گا۔ کبھی وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نور روح میں اتارنا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں تمہارا دل دیکھتا ہوں۔ جس کا دل اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب کی طرف لگ جاتا ہے اس کو ایک روحانی قوت ملتی ہے۔ اور دل کا دیار روشن ہو جاتا ہے اور اس کی روشنی سے انسان کا چہرہ روشن رہتا ہے۔

اس کی مثال خود مرشد کریم ہیں۔ ہم تو صرف اُن کا چہرہ مبارک دیکھ کر سبحان اللہ، سبحان اللہ ہی پڑھتے رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ اتار روشن اور پر نور چہرہ ہے دل کے اندر کتنے دیئے جل رہے ہیں یہ تو صرف وہ جانیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جانے یا پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب جانیں۔ جن پر وہ دل و جان سے عاشق ہیں۔

کہتے ہیں انسان جس سے محبت کرتا ہے اُس کی ہر وقت اور ہر جگہ باتیں کرتا ہے۔ یہ مثال بھی مرشد کریم پر پڑے اچھے طریقے سے ثابت ہے۔ حضور کوئی بھی بات ارشاد فرمائیں اُس کا

سرا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑا ہوا ہے۔ اُن کی ہر بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر اُن ہی کی ذات اقدس پر ختم ہوتی ہے۔

اُن کے مریدین میں عبادت کا ذوق اُن کی ذات کی وجہ سے ہے۔ وہ جس قدر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرتے ہیں اور ان کے صدقے اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانتے ہیں اُس کی سعادت کی وجہ تمام مریدین فیض یاب ہو رہے۔ اور انشاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

مرشد کریم فرماتے ہیں انسان نیکو کار ہو۔ یا گنہگار استغفار سے کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ نیکی کے بعد استغفار اس لئے تاکہ تکبر پیدا نہ ہو۔ اور گناہ کے بعد استغفار اس لئے کہ عذاب سے نجات ہو۔ (مفتاح الکفر)

اللہ تعالیٰ میرے مرشد کریم کو شفاء کاملہ کے ساتھ عمر دراز عطا فرما کر اُن کا سایہ ہم سب پر تادیر سلامت رکھے۔ (اللھم آمین)

دارالعلوم محمدی الدین صدیقیہ اقبال نگر کا اعزاز

اس سال 13 طلباء طالبات نے میٹرک ساہیوال بورڈ سے اچھے نمبرز میں کامیابی حاصل کی۔

اس کامیابی پر اس علمی میکدہ کے مہتمم

جناب خلیفہ مشتاق احمد علانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اساتذہ کرام، معاونین والدین اور تمام محبت والوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اللہ کریم بوسیله نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ عالم کی نگاہ عنایت سے اس

علمی میکدے کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ طلباء و طالبات کو دینی و

دنیاوی تعلیم میں مزید کامیابیاں نصیب فرمائے۔ آمین

خدا م محمدی الدین ٹرسٹ فیصل آباد

on the days of urs. With beautiful nature spread around, it's an experience in itself for every visitor to live in an aesthetically rich architecture of MIU buildings. For a common man, it usually is hard to handle even a dozen people visiting us, but the beauty of organisation and passion to sacrifice personal comfort turns these two days into a holy festivity at Narian.

I met a buzurg on the first floor of main prayer hall, where I spent my two nights, who shared with me some of his memories of the life of Baray Hudrat Sahib. He said that he was attending for this urs from last thirty or so years and there were days, even, when there was no shade available for worshippers if it rained in the cold weather of Narian Shareef. But for us all, it was like a mini pilgrimage. One must appreciate continuous developmental activity/welfare work in this area. Every year we come for urs shareef, we get to see some new facilities been added for masses, overcoming the odds faced due to Trar Khal being a remote area. Doctors and students from Mohiuddin Islamic Medical College, MirPur had a free medical camp there for

local community which they vowed to better in coming years.

Urs ceremony consisting of Tarbiaah sessions, Zikar, Kkhatmae Khwajgan, Salatus Tasbeeh provided an opportunity for us to get spiritual purgation. The stay became more blessed as we were lucky to observe shabbae Bara't at Astanae Pir. Speaking to one of the Tarbiaah sessions, Chief editor Mujjala Mohiuddin, Faisalabad Hafiz Allama Adeel Yousaf Siddique expressed that we all should make sincere Taubah and lead rest of the life in the love of . Hundreds of thousand (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) Nabee Kareem) people participated in Dua round the world courtesy live coverage by NOOR TV, UK. This is how the very exalted concept of Pir-Mureed is being redefined by Darbar-e-Faiz Bar Narian Shareef. We feel proudly connected to our Pir sahib and their Beloved sons.

Send Your Comments and feed back on
Mahnamamohiuddin@faisalabad@gmail.com

Urs-e-Naria'n: Random Reflections

Prof. M. Abdullah Siddique

FC College Lahore

It was extremely refreshing to see Pir Noor-ul Arfeen sahib capturing in his smart phone rare moments of Hazrat Pir Allaiddin Siddique sahib, blessing the last sitting of Urs Shreef with his presence. Simplicity, spontaneity, and respect for humanity, is what we learn from this khanqah. The two day annual ceremony was held this year on 12-13 June at Narian shareef, Trar Khal, Azad Kashmir. People across the globe flocked there to be a part of blessed Dua by Hadrat Pir Allaiddin Siddique, made at the final sitting of urs. Nobody cared if they would be getting proper food, a place to rest and sleep over night-all were yearning for one thing that is, will of Allah Subhanu Wa Ta'llah. Pir Sultan Sahib was all in one, running around himself everywhere taking care of guests of Khawaja-e-Nervi. He along with fellow volunteers especially administered the distribution of Siddique lungur. Mohiuddin Islamic University (MIU), turns into a massive adobe for Zaaireen

سرزمین پونہوار میں
علوم اسلامیہ کی عظیم درسگاہ

دارالعلوم
محمد علی صدیقی

زینتِ پناہ استادِ عالیٰ دریاں شریف آزاد کشمیر
ہندوستان کی انتہائی شہرت والی درسگاہ
چندویں محمد علی صدیقی صاحب مدظلہ العالی

رائیکا میرا چک بیلی خان راولپنڈی

شعبہ ناظرہ حفظ القرآن تجوید و قرأت درس نظامی

عصری علوم کمپیوٹر کی تعلیم عربی زبان و ادب کورس

خصوصیات

دینی و دنیاوی تعلیم

جدید تعلیمی سہولتیں

جدید طریقہ تیسرے کلاس ہاٹل

1000 رہائشی طلباء و طالبات

کیلئے رہائش کا اعلیٰ انتظام

صاف ستھرا اور پرسکون ماحول

ماہر و تجربہ کار اساتذہ کرام

طلباء کیلئے پکوانے اور تفریحی سہولت

اخلاقی و روحانی تربیت

داخلہ جاری ہیں

انشاء اللہ العزیز عنقریب ہی

دارالعلوم محمد علی صدیقی بلدیہ کا

شاندار افتتاح ہوگا

جس میں تمام شعبہ چاہیں شوال سے

داخلہ جاری ہیں

دارالعلوم محمد علی صدیقی میں کیلئے بہترین تیار ہے

بچوں کیلئے الگ تجربہ کار لکچرر شاف کا انتظام ہے

ہر روز درس میں قیام و طعام ایسی سہولیات

اور دور کی کتب کی فراہمی کا مفت انتظام ہے

بمقام تعالیٰ!

دارالعلوم محمد علی صدیقی بلی خان

دنیا اسلام کا ایک منفرد تعلیمی اور

روحانی ادارہ ہے، جہاں جدید

درس نظامی سادہ ایم اے عربی اسلامیات

اور جدید دنیاوی علوم کے علاوہ کئی

شعبہ جات سرگرم عمل ہیں۔

دارالعلوم محمد علی صدیقی میں

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے

زیر اہتمام امتحانات منعقدہ کروائے جاتے ہیں

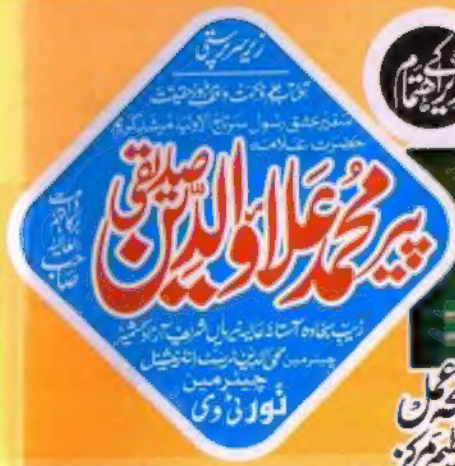
اعلان داخلہ

اپنے ذہن سے بچوں کو دارالعلوم محمد علی صدیقی

میں داخل کروا کر دینی و عصری علوم سے بہرہ ور کریں

اور دارین کی سعادت حاصل کریں

رائیکا میرا چک بیلی خان راولپنڈی
0332-7237508



محی الدین انسٹاٹنٹنشنل،



سیرت کی تعزیر، قلوب کی تطہیر
عقائد کی پختگی، اعمال کی درستگی
کامنٹر لاء عمل
پیش کردہ عظیم مرکز

محی الدین اسلامی یونیورسٹی

نیریات شریف آزاد کشمیر میں

ایم اے اسلامیات

ایم فل

پی ایچ ڈی

اسلام اسٹڈیز

نظامی درسی

5 سالہ ایف ایف ای

کمپیوٹر کورسز

میٹرک تا ان طلباء و طالبات کا

داخلہ جاری ہے

برائے رابطہ

صاحبزادہ
پس سلطان العارفین صدیق
نیریات شریف
آزاد کشمیر

0333-5249094